اکائی: 5 ادب کے عناصر

فہرست

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 جذبہ

5.4 معلومات کی جانچ

5.5 خیال

5.6 معلومات کی جانچ

5.7 معنی

5.8 معلومات کی جانچ

5.9 اسلوب

5.9.1 اسلوب کی لغوی تعریف

5.9.2 اسلوب کی اصطلاحی تعریف

5.9.3 اسلوب کی قسمیں

5.9.4 علمی اسلوب

5.9.5 ادبی اسلوب

5.9.6 خطابی اسلوب

5.10 خلاصہ

5.11 نمونے کے امتحانی سوالات

5.12 فرہنگ

5.13 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد:

☆ ادب کے عناصر اور ان کی اہمیت سے واقف ہوسکیں گے

☆ ادبی تنقید میں ان عناصر کے مقام کو جان پائیں گے

☆ 'اسلوب' کی مختلف تعریفوں سے واقف ہوسکیں گے

5.2 تمہید:

گزشتہ صفحات میں ہم نے ادب کی تعریف اور اس کی اہمیت کو جانا۔ اب ہم ادب کے عناصر یعنی ادب کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں جانیں گے۔ ادب چار عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ جذبہ

۲۔ خیال

۳۔ معنی

۴۔ اسلوب (نظمِ کلام)

ادب کی تمام اصناف ان تمام عناصر پر مشتمل ہوتی ہیں، ان عناصر کی مقدار اور کیفیت صنف کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے مگر کوئی صنف کسی عنصر سے مکمل طور پر خالی نہیں ہوتی۔

5.3 جذبہ

ادب کے عناصر میں پہلا عنصر عاطفہ یعنی جذبہ ہے۔ جذبہ اس احساس کا نام ہے جو کسی خاص صورتِ حال کے نتیجے میں ادیب کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ اس کا اظہار تخلیق کے ذریعے کرتا ہے۔ جذبات تمام انسانوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً خوشی کے جذبات، غم کے جذبات، وغیرہ۔ اسی طرح یہ جذبات ہمیشہ تغیر پذیر بھی رہتے ہیں، یعنی ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ عام انسان اور ادیب یا شاعر کے درمیان خطِ امتیاز یہی ہے کہ جذبات کا تغیر اور اتار چڑھاؤ ادیب یا

شاعرکوقلم اٹھانے پر مجبور کردیتا ہے اور وہ اپنی اس کیفیت کو سب کے ساتھ بانٹنا چاہتا ہے، جب کہ عام انسان اس سے متاثر تو ہوتا ہے، مگر اس کا یہ تاثر اپنی حد تک ہی رہتا ہے۔

تمام جذبات ادب کا موضوع ہوسکتے ہیں۔بعض جذبات عام ہوتے ہیں اور بعض جذبات خاص۔ادب ان ہی جذبات کی بلندی اور پستی کے ذریعے اپنا مقام طے کرتا ہے۔یعنی جذبہ جتنا قوی اور بلند ہوتا ہے ادب بھی اتنا ہی اعلی اور ارفع ہوتا ہے۔جذبہ اگر کمزور اور کم تر ہوتا ہے تو ادب بھی کم زور ہی ہوتا ہے۔مثلاً اگر کوئی ادیب اپنے فن پارے میں کسی شخص کی قصیدہ خوانی کرنے اور اس کی تعریفوں کے پل باندھ دے، محض اس لیے کہ اس شخص نے اس کو مال ودولت سے نوازا ہے۔تو ایسی تحریر نہ عام قاری کے جذبات میں تحریک پیدا کرسکتی ہے، اور نا ہی وہ عام انسان کے جذبات اور خیالات کا حصہ بن سکتی ہے۔ہاں وہی ادیب جب اپنی ذات سے باہر نکل کر عام انسانی زندگی کو اپنی گفتگو کو موضوع بنائے، سخاوت اور رحم وکرم کے فضائل بیان کرے تو وہ تحریر آفاقی ہوجاتی ہے۔اس کا پیغام ہر قاری کے دل کو متاثر کرتا ہے۔جذبات کی اصل خوب صورتی یہی ہے کہ وہ انسانی اقدار کی پاس داری اور اعلی مقاصدِ حیات کی دعوت دیں۔

جذبہ ادب کا ایک اہم عنصر ہے۔**احمد امین** ادب کے دیرپا اور لافانی ہونے کی صفت کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی کتاب **النقد الادبی** لکھتے ہیں:

> "العاطفة ......وهى التى تمنح الأدب الصفة التى نسميها "الخلود" فنظريات العلم ليست خالدة، فالعلم الذى كان فى زمن المتبنى مات و بقى شعر المتبنى ولم يبق العلم الذى فى زمنه الا التاريخ والسبب فى ذلك ان العلم خاضع للعقل والعقل سريع لتغير فى الانسان حتى فى انسان واحد من صباه الى شبابه الى شيوخته أما العاطفة فلا تتغير الا قليلاً"

’’جذبہ ہی دراصل ادب کو’’خلود‘‘یعنی دوام عطا کرتا ہے،علمی نظریات ہمیشہ باقی نہیں رہتے ،متنبی کے زمانے کا علم ختم ہوگیا،مگر متنبی کی شاعری ابھی بھی باقی ہے،تاریخ کے دور کا کوئی علم باقی نہ رہا،اس کی وجہ یہ ہے کہ علم عقل کا تابع ہوتا ہے اور عقل مسلسل تغیر پذیر رہتی ہے۔ایک ہی انسان کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کا عقلی معیار بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے، مگر جذبہ بہت کم بدلتا ہے۔‘‘

اپنی کتاب’’النقد الادبی‘ ‘میں احمد امین مزید یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ’’ادبی نصوص‘‘ کو ہم بار بار پڑھنا چاہتے ہیں، جب کہ ایسا معاملہ خالص علمی نصوص کے ساتھ نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہی عنصر یعنی’عاطفة ‘‘ ہے۔شاعری کو پڑھ کر ہمارے جذبات بار بار لطف اندوز ہوتے ہیں اور ہم مسرت سے دوچار ہوتے ہیں۔

جذبہ ہی عالم اور ادیب کے درمیان خطِ فارق کا کام انجام دیتا ہے۔ایک سائنس داں اشیاء کو دیکھ کر ان کے خواص،قوانین، دوسری اشیاء سے ان کا تعلق اور اپنے گرد وپیش سے ان کا تعلق وغیرہ بیان کرتا ہے، جب کہ ادیب کی نظر اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

’’جذبے‘‘ کے سچے ہونے سے ہی ادب پارے کی قوت تاثیر طے کی جاتی ہے۔مثلاً مرثیے میں جذبے کی سچائی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ناقدین کا ماننا ہے کہ شاعر کا جذبہ مرثیے میں جتنا سچا اور قوی ہوتا ہے اتنا دوسری اصنافِ شعر میں نہیں ہوتا ہے۔

جاحظ لکھتے ہیں:’’ایک دہقاں سے پوچھا گیا کہ:’’کیا وجہ ہے کہ تمہارے مرثیے تمہاری بقیہ شاعری کے مقابلے میں زیادہ مؤثر ہیں؟ تو اس نے جواب دیا:’’کیوں کہ مرثیہ کہتے وقت ہمارا دل سوزِغم کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے۔‘‘

جذبات کی قوت اور ضعف کو پرکھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کیجیے:-

ا۔ حضرت خنساء اپنے بھائی صخر کی موت کے بعد اپنے رنج و غم کی کیفیت بیان کرتی ہیں:

فلولا کثرة الباکین حولی
علی اخوانھم لقتلت نفسی
یذکرنی طلوع الشمس صخراً
واذکره لکل غروب شمس
ومایبکون مثل اخی ولکن
اعزی النفس عنه بالتأسی

۲۔ الدعبل الخزاعی، شاعر اہل بیت، واقعۂ کربلا اور اس کی ہولنا کی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

افاطم لوخلت الحسین مجدلاً
وقد مات عطشانا بشط فرات
اذا للطمت الخد، فاطم ، عنده
واجریت دمع العین فی الوجنات
افاطم! قومی یا ابنة الخیر والندبی
نجوم سماوات بأرض فلاة

مندرجہ بالا اشعار کا متنبی کے ان اشعار سے موازنہ کیجیے، یہ اشعار متنبی نے محمد اسحاق التنوخی کے مرثیے کے طور پر کہے تھے۔

ما کنت احسب قبل دفنک فی الثری

ان الکواکب فی التراب تغور

ما کنت آمل قبل نفسک ان اری

رضوی علی ایدی الرجال تسیر

خرجوا بہ ولکل باک خلفہ

صعقات موسی یوم دُکّ الطور

والشمس فی کبد السماء مریضۃ

والأرض واجفۃ تکاد تمور

مذکورہ بالا اشعار کے تینوں نمونوں کا موضوع ایک ہے، یعنی مرثیہ، مگر ''غم کا جذبہ'' تینوں میں واضح طور پر مختلف نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تینوں شعرا کے جذبے کی صداقت اور قوت میں فرق ہے۔ حضرت خنساء کا اپنے بھائی صخر پر رونا ان کے جذبے کی شدت کی وجہ سے ہر قاری کی آنکھوں کو اشک بار کر دیتا ہے۔ الدعبل الخزاعی کا اہل بیت کے لیے کہا گیا مرثیہ بھی دل کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ تیسری مثال میں ہم دیکھتے ہیں کہ متنبی کا غم حضرت خنساء اور الدعبل سے کم ہے۔ اسی لیے متنبی کا مرثیہ مبالغے اور بھاری بھرکم الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔ جذبے کی سچائی اور غم کی شدت نے حضرت خنساء اور الدعبل سے سادے، سلیس اور مناسب تعبیرات کا استعمال کروایا۔ جذبے کی سچائی کو ناپنے کا پیمانہ یہی ہے۔ اگر کوئی تحریر قاری کے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑتی ہے، اس کے وجدان کو ہلا ڈالتی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ لکھنے والے کے جذبات نہایت سچے تھے۔ اس کے برعکس اگر ایسا نہ ہو تو یقیناً یہ جذبے کی کم زوری کی علامت ہے۔

احمد الشایب نے العاطفة (جذبے) کو پرکھنے کے چار پیمانے دیے ہیں۔

ا۔	**الصدق**	سچائی
۲۔	**القوۃ**	قوت
۳۔	**الثبات**	پائیداری
۴۔	**التنوع**	تنوع
۵۔	**السمو**	بلندی

5.4 معلومات کی جانچ

ا۔ جذبہ کیا ہے؟

۲۔ ادب میں جذبے کی کیا اہمیت ہے؟

۳۔ جذبے کو پرکھنے کے پیمانے کیا ہیں؟

5.5 خیال:

خیال وہ فنی ملکہ ہے جو فنی تصویر کشی کرتا ہے۔ ادب کے عناصر میں 'خیال' لازمی اور نہایت اہم عنصر ہے۔ خاص طور پر شاعری میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ شاعری کی قدیم اور جدید تمام تعریفوں میں خیال کی اہمیت پر کافی زور دیا گیا ہے۔ خیال کا وجود اصنافِ ادب کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شعرِ حکمت میں خیال اور تصویر کشی کی ضرورت کم پڑتی ہے۔ جذبے اور خیال تال کا میل قاری کو ایک دوسرے ہی عالم کی سیر کرا دیتا ہے۔ ہر صنف ادب کا مقصد جذبات

میں تحریک پیدا کرنا ہی ہوتا ہے اور خیال اس مقصد کے حصول میں بہت بڑا رول ادا کرتا ہے۔

اخبارات میں آئے دن ہمیں زلزلوں کی تباہ کاریاں، آگ کی چپیٹ میں آئی بستیاں وغیرہ جیسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہمارے جذبات میں کوئی خاص حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اسی زلزلے یا آگ کی تباہ کاریوں کو کسی نظم یا ناول میں ہم چشم تصور سے دیکھیں، ہزاروں انسانوں کے ملبے کے ڈھیر کے نتیجے زندہ دفن ہونے کا تصور کریں، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی آہوں اور آگ کی تپش اور قہر کے بارے میں سوچیں تو ہماری جذباتی کیفیت مختلف ہوگی۔ یہ تصویر کشی شاعر یا دیب ہی کر سکتا ہے۔

اسی لیے ادب میں ''خیال'' کی بہت اہمیت ہے۔ ہر قسم کا ادب خیال کا محتاج ہے۔ جتنے اعلی پایے کا موضوع ہوگا اسی پایے کی قوت خیال کی ضرورت پیش آئے گی۔ خیال کی لطافت سے کلام زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔ متنبی کا مذکور بالا قول خیال کی قوت کی وجہ سے ہی اس بات پر ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ انسان کو ہمیشہ اس کا مقصود نہیں مل پاتا۔

ما کل ما یتمنی المرء یدرکه

تجری الریاح بما لا تشتهی الشفن

حجاج بن یوسف نے بغداد پہنچنے کے بعد تقریر کی:

''انی لأری رؤوسا قد أینعت وحان قطافها و انی لصاحبها''

لوگوں کے ڈرانے کے لیے یہ بات اس طرح بھی کہی جا سکتی تھی کہ لوگوں کو مارو اور ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرو، مگر مذکور بالا جملوں کے سننے سے جو رعب سامع کے دل میں پیدا ہوا ہوگا وہ نہ پیدا ہوتا۔

علم بیان کا کام بھی یہی جاننا ہے کہ کلام میں ندرت پیدا کرنے اور اسے مؤثر بنانے کے لیے کون کون سے نئے انداز استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ یعنی بات کو کس طرح مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے مثلاً تشبیہ، استعارہ اور کنایہ وغیرہ۔

خیال کی قوت یا ضعف کو پرکھنے کے لیے مندرجہ ذیل پیمانوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ فطرت اور اس کے مناظر کی تصویر کشی کا جمالیاتی پہلو کتنا قوی اور موثر ہے۔

☆ جن شخصیات کا استعمال ناول، ڈرامے وغیرہ میں کیا گیا ہو، وہ اس موقع اور محل سے کتنا میل کھاتی ہیں۔

☆ معانی کی تاثیر کتنی ہے؟ کیا وہ پڑھتے وقت مجسم اور محسوس معلوم ہوتے ہیں؟

5.6 معلومات کی جانچ:

۱۔ 'خیال' کی تعریف کیجیے

۲۔ ادب میں خیال کی کیا اہمیت ہے؟

5.7 معنی:

ادب کا چوتھا اور سب سے اہم عنصر معنی ہے، معنی سے مراد وہ خیال یا فکر ہے جس کا اظہار ادیب اپنے قلم کے ذریعے کرنا چاہتا ہے اور جسے سامعین یا قارئین تک پہنچانا چاہتا ہے۔ ادب کی بعض اصناف میں معنی کی اہمیت دوسری اصناف کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ مثلاً تاریخ، امثال، کتب نقد وغیرہ۔ ان اصناف کی اولین غرض معنی کی ترسیل ہوتی ہے نا کہ جذبات کی تحریک۔ ہاں جن اصناف کی غرض اول جذبات کی تحریک ہوتی ہے وہاں معنی کا درجہ اور مقام ثانوی ہوتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شاعری کا مقصد حقائق کا بیان نہیں ہوتا، لیکن یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ دوسرے تمام عناصر کا وجود اور اہمیت معنی کے بغیر ادھورا ہی رہے گا۔ بل کہ درحقیقت جذبات بھی اسی وقت سلیم اور جاذب ہوں گے جب ان کی بنیاد صحیح اور مناسب معانی پر ہوگی، کیوں کہ جس ادب کی بنیاد حقائق پر نہیں ہوتی اس کا مرتبہ اور مقام بھی کم ہوتا ہے۔

جاہلی شاعر السموأل کے مندرجہ ذیل اشعار میں معانی کی سچائی، سلاست، جمال اور قوت کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

اذا لمرء لم یدنس من اللؤم عرضه
فکل رداء یرتدیه جمیل
وان هم لم یحمل علی النفس ضیمها
فلیس الی حسن الثناء سلبیل
تعیرنا انا قلیل عدیدنا
فقلت لها ان الکرام قلیل
وما قل من کانت بقایاه مثلنا
شباب تسامی للعلی وکهول
وما ضرنا انا قلیل وجارنا
عزیز و جار الاکثرین ذلیل
لنا جبل یحتله من نجیره
منیع یرد الطرف وهو کلیل
رسا اصله تحت الثری وسما به
الی النجم فرع لا ینال طویل
هو الابلق الفرد الذی شاع ذکره
یعز علی من رامه و یطول
وانا لقوم لا نری القتل سبة

اذا ما رأته عامر وسلول

يقرب حب الموت آجالنا لنا

وتكرهه آجالهم فتطول

اس پورے قصیدے میں شاعر نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے، یہ سب وہی باتیں ہیں جن کا ذکر شعرا کرتے رہتے ہیں۔لیکن سلاست اور معنی کی قوت نے اس قصیدے کو ممتاز بنادیا ہے۔اسی معنی کے دوسرے جاہلی قصائد سے اس کا موازنہ کیا جائے تو پڑھنے میں یہ قصیدہ عمدہ اور زیادہ مؤثر معلوم ہوتا ہے۔

ناقدین نے شاعری میں معنی کے معیار کے بارے میں مختلف آرا کا اظہار کیا ہے۔بعض ناقدین کا ماننا ہے کہ شاعر کی معنی کے اہتمام میں غلطی پوری شاعری کو بگاڑ دیتی ہے۔قدامۃ بن جعفر کا ماننا ہے کہ شاعر کسی ایک قصیدے میں ایک بات بیان کرے اور اپنے کسی دوسرے قصیدے میں دوسری بات بیان کرے،یعنی ایک قصیدے میں کسی چیز کی تعریف کرے اور دوسرے میں اسی کی برائی، یہ معیوب بات نہیں ہے۔اس کے برعکس ابن طباطبا کا ماننا ہے کہ ادب کے صادق ہونے مطلب یہی ہے کہ وہ لفظ،معنی اور تراکیب میں مکمل طور پر کسی بھی خطا سے پاک ہو۔

5.8 معلومات کی جانچ:

۱۔ معنی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۲۔ ادب میں معنی کی کیا اہمیت ہے؟

5.9 اسلوب

زبان ادب کا ذریعۂ اظہار ہوتی ہے۔زبان اورادب کے درمیان گہرااوراٹوٹ رشتہ ہے،زبان کے مخصوص استعمال سے کسی ادیب کے اسلوب(Style) کی تشکیل عمل میں آتی ہے۔اسلوب کا مطالعہ اورتجزیہ اسلوبیات کہلاتا ہے جسے''اسلوبیاتی تنقید'' بھی کہتے ہیں۔اسلوبیات کی بنیاد''لسانیات''(Linguisties)پرقائم ہے۔

مل جل کر رہنے اور زندگی گزارنے کے لیے زبان کا استعمال ناگزیر ہے۔زبان ہی کے وسیلے سے ہم اپنی بات دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔زبان کے استعمال کے بغیر کوئی بھی تخلیق معرض وجود میں نہیں آسکتی۔ ہر شاعر یا ادیب زبان کا استعمال اپنے طور پر کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہر ادیب اور شاعر کا اسلوب بھی مختلف ہوتا ہے۔ان ہی امتیازی خصائص کی وجہ سے،ہم کسی ادیب کوفوراً پہچان لیتے ہیں۔

اسلوب جسے انگریزی میں'Style' کہتے ہیں،عام طور پر کسی کام کوکرنے کا ڈھنگ،طریقے یا انداز پر دلالت کرتا ہے۔یعنی وہ طریقۂ کار جس کی مدد سے شاعر اپنے خیالات واحساسات قاری تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

"الأسلوب هو الوجه والمذهب والطريق"

''اسلوب کی ظاہری شکل،طرزِفکراورطریقۂ اظہار کا نام ہے''

بوفون(Buffoon) نے اسلوب کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''اسلوب ہی دراصل ادیب ہے''

غاستون(Gaston) نے اپنی کتاب ''فلسفلة الأسلوب'' میں لکھا ہے:

''اسلوب شخصی اظہار ہےاوراجتماعی ملکیت ہے''

جولس ماروز Jules Marouz نے کہا کہ:

''اسلوب انتخاب اوراختیار کا نام ہے''

مغرب میں اسلوب کا مفہوم متعین کرنے کے سلسلے میں بہت سی علمی کوششیں ہوئی ہیں اور ناقدین کے دو گروہ ہو گیے ہیں۔

ایک گروہ اسلوب کی تعبیر و توضیح افلاطون کے نقطۂ نظر سے کرتا ہے اور دوسرا گروہ ارسطو کے فلسفے کی روشنی میں اسلوب کا مفہوم متعین کرتا ہے۔ دونوں گروہ اسلوب کو اظہار کی انفرادی خصوصیت قرار دیتے ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ افلاطونی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اسلوب کو اظہار کی ایسی خصوصیت قرار دیتے ہیں جو کسی تخلیق میں ہوتی ہے۔ ارسطو کے مکتب فکر سے متعلق لوگ اسلوب کو اظہار کی ایسی خصوصیت قرار دیتے ہیں جو ہر تخلیق میں لازمی طور پر موجود ہوتی ہے۔

اسلوب بعض عناصر اور عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔ اس تاثیر کی کیفیت بدلتی رہتی ہے کبھی ایک عنصر غالب ہوتا ہے اور کبھی دوسرا۔ جس عنصر کا غلبہ ہوتا ہے 'اسلوب' بھی اسی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ یہ عناصر مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللغة زبان

۲۔ الفكرة قوت فکر

۳۔ الخيال قوت متخیلہ

۴۔ العاطفة جذبہ

سوفٹ Swift کے نزدیک اسٹائل یا اسلوب عبارت کا انتخاب ہی ہے۔ وہ اسلوب کی تعریف، صحیح الفاظ صحیح جگہ پر ''Proper words at proper place'' سے کرتا ہے۔

الفاظ کے انتخاب میں ان کی صوتی کیفیت اور تازگی اہم ہے۔ بعض محققین نے اسلوب کو خیال کا لباس ہی نہیں بلکہ اس کی کھال مانا ہے۔ یعنی اسلوب کے بغیر خیال کا وجود ہی ممکن نہیں۔ لہٰذا الگزنڈر اسمتھ (Alexender Smith) نے لکھا ہے کہ:

''خیال سے زیادہ پائیدار اور لازوال ادب میں اسلوب ہے۔''

5.9.1 اسلوب کی لغوی تعریف:

اسلوب کی لغوی تعریف

عربی زبان میں 'الطریق' یعنی راستے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ "سلکت أسلوب فلان فی کذا' میں نے اس سلسلے میں فلاں شخص کا طریقہ اختیار کیا"

ابن منظور ' لسان العرب' میں لکھتے ہیں:

"کل طریق ممتد فهو اسلوب، والاسلوب هو الطریق والوجه والمذهب"

اسلوب ہر پھیلے ہوئے راستے کو کہا جاتا ہے۔ اسلوب طریقۂ کار، طرز فکر اور طرز ادا کا نام ہے"

تاج العروس میں ہے:

"الاسلوب بالضم: الفن یقال: اخذ فلان فی اسالیب من القول أری أفانین منه"

"لفظ اسلوب ضمے کے ساتھ 'فن' کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے فلاں نے بات کہتے کے لیے مختلف اسالیب یعنی طرز ہائے ادا کا استعمال کیا"

الـزبیدی نے س-ل-ب کے مادے کے تحت لکھا ہے کہ مجازی معنی میں اسلوب تکبر کے اظہار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

الاسلوب الشموخ فی الأنف، اسلوب ناک کی اونچائی یا بلندی کو کہتے ہیں۔ لہذا کہا جاتا ہے۔

"ان انفه لفی اسلوب"

"اس کی ناک بڑی چڑھی ہوئی ہے"

یہ متکبر شخص کے لیے استعمال کی جانے والی تعبیر ہے۔ یعنی مارے غرور اور تکبر سے وہ سر بھی ہلانے کا روادار نہیں ہے۔

5.9.2 اسلوب کی اصطلاحی تعریف:

اسلوب کو انگریزی میں اسٹائل کہتے ہیں۔ یہ لفظ لاطینی زبان کے لفظ اسٹائلس (Stylus) سے ماخوذ ہے۔ اسٹائلس ایک آلے کا نام ہے جو موم کی ٹکیوں پر حروف کندہ کرنے یا نقش گری کے لیے کام میں لایا جاتا تھا۔ بعد میں اس لفظ کے معنی قلم کاری قرار پائے۔ سنسکرت میں اسلوب کے لیے لفظِ ''ریت'' مستعمل ہے۔ لیکن ہندی میں ریت کے ساتھ ''شیلی'' بھی آتا ہے۔ شیلی کے معنی اصول، برتاؤ، ڈھب اور ڈھنگ وغیرہ کے ہیں۔ جدید فارسی میں اسلوب کے لیے ''سبک'' کی اصطلاح مستعمل ہے۔ جس کے معنی ''دھات کو پگھلانا''، ''سانچے میں ڈھالنا'' اور کلام کو حشو وزوائد سے پاک کرنا ہیں۔ اردو میں اسلوب کے مترادف بہت سے الفاظ ہیں۔ مثلاً انداز، طرز، اور پیرایۂ اظہار و بیان وغیرہ۔

مڈلٹن مَرے نے اسلوب کے تین تصورات کا ذکر اپنی کتاب ''دی پرابلم آف اسٹائل (The Problem of Style) (۱۹۶۰ لندن ص: ۷) میں کیا ہے۔ ان تینوں تصورات کے لیے مڈلٹن مَرے نے ۱۳ الگ الگ ترکیبیں وضع کی ہیں۔

۱۔ اظہار کی تکنیک — TECHNIQUE OF EXPRESSION

۲۔ اظہار کی ذاتی خصوصیت — PERSNOL IDIOSYNCRACY OF EXPRESSION

۳۔ ادب کا عظیم حاصل — HIGHEST ACHIEVEMENT OF LITERATURE

علامہ شبلی شعر العجم میں لکھتے ہیں:

> ''بعض اہل کے فن کے نزدیک جدت ادا ہی کا نام شاعری ہے۔ ایک بات سیدھی طرح کہی جائے تو معمولی بات ہے اگر اسی کو جدید انداز اور نئے اسلوب سے ادا کر دیا جائے تو شاعری ہے۔'' (شعر العجم حصہ چہارم، ص: ۵۴)

غرض یہ کہ اسلوب طریقۂ پیش کش اور اظہار کی تکنیک کا نام ہے، یعنی کسی انشاء پرداز کا وہ مخصوص فنکارانہ طریقۂ کار جس کی مدد سے وہ اپنے خیالات اور احساسات قاری تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

5.9.3 اسلوب کی قسمیں:

اسلوب کی تین قسمیں ہیں

۱۔ علمی

۲۔ ادبی

۳۔ خطابی

5.9.4 علمی اسلوب:

اسلوب علمی سے مراد سائنٹفک طرز تحریر ہے۔اس اسلوب کا استعمال زیادہ تر ان علوم میں ہوتا ہے جہاں محض حقائق سے بحث کی جاتی ہے۔ جیسے طب،فزکس،کیمیسٹری وغیرہ۔اس اسلوب میں تخیلاتی فن کاریوں،لفظی جمالیات اور تصویرکشی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ اسلوب عقل اور فکر کو مخاطب کرتا ہے۔

5.9.5 علمی اسلوب کی خصوصیات:

۱۔ علمی اسلوب محض علمی اور سائنٹفک موضوعات سے بحث کرتا ہے۔

۲۔ افکار نہایت واضح اور محدود ہوتے ہیں

۳۔ اعداد، اصطلاحات اور علمی حقائق کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

۴۔ وضاحت اس اسلوب کی سب سے بڑی خصوصیت ہے یہ ابہام اور اشارات و کنایات سے خالی ہوتا ہے۔

۵۔ دلائل، براہین اور مثالوں سے اس کی توضیح کی جاتی ہے۔

۶۔ الفاظ کا انتخاب نہایت چابک دستی اور احتیاط سے کیا جاتا ہے۔

5.9.6 ادبی اسلوب:

اس اسلوب کی نمایاں اور سب سے اہم خصوصیات جمال ہے۔اس کے جمال کا سرچشمہ اس کے خیالات، منظر کشی، معنوی اشیاء کو احساس کا لباس عطا کرنا وغیرہ ہیں۔عظیم عربی شاعر متبنی بار بار آنے والے بخار کو مصیبت یا کسی بڑی بیماری کا سبب خیال نہیں کرتا۔اطباء کی نظر میں بخار ایک معنوی چیز ہے اور جسم پر جراثیم کے حملے کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ متنبی اس کو دیکھنے کا ایک دوسرا ہی نظریہ پیش کرتا ہے۔

وزائرۃ کان بھا حیاء

فلیس تزور الا فی الظلام

ترجمہ: میری زیارت کرنے والا بخار گویا ایک دوشیزہ ہے، جس کو شرم دامن گیر ہے، اسی لیے وہ صرف

رات کی تاریکی میں ہی میرے پاس آتا ہے۔

أراقب وقتها من غير شوق

مراقبة الشوق المستهام

ترجمہ: میں بغیر اشتیاق کے اس کے آنے کے وقت کا انتظار کرتا ہوں، ایک حیران وسرگرداں معشوق کی طرح۔

5.9.7 ادبی اسلوب کی خصوصیات:

۱۔ ادبی اسلوب حسن و جمال سے بھرپور ہوتا ہے

۲۔ نادر خیالات سے مالا مال ہوتا ہے

۳۔ تشبیہات، استعارات وکنایات وغیرہ سے اس کے خوب صورتی میں اضافہ کیا جاتا ہے

۴۔ بے جا تکلف اور تصنع سے پاک ہوتا ہے

5.9.8 خطابی اسلوب:

اس اسلوب میں الفاظ اور معانی دونوں کی قوت سے سامعین کو اور قارئین تک بات خطاب یا گفتگو کے انداز میں پہنچائی جاتی ہے۔ زور بیان اور طرز اظہار کا اس اسلوب میں اہم کردار ہوتا ہے۔ مسجدوں میں دیے جانے والے خطبے ہوں، مجالس میں کی جانے والی تقریریں اور خطابات ہوں یا درجے میں استاد کا کسی موضوع پر لکچر ہو، تمام صورتوں میں اسلوب خطابی کا موثر استعمال نہایت کارآمد اور مفید ثابت ہوتا ہے۔

5.9.9 خطابی اسلوب کے خصائص:

۱۔ یہ اسلوب قوت اظہار سے بھرپور ہوتا ہے

۲۔ الفاظ کی تکرار، اور جملوں کا بار بار دہرانا اس کی خاصیت ہوتی ہے

۳۔ اس اسلوب میں قصوں اور کہانیوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔

۴۔ روانی اور سلاست بھی اس اسلوب کا امتیاز ہوتی ہے۔

5.10 خلاصہ:

زبان ادب کا ذریعۂ اظہار ہوتی ہے۔ ادب زندگی اور اس کے مظاہر کا ذریعۂ اظہار ہوتا ہے۔ ادب لازمی طور پر چار عناصر سے مل کر بنتا ہے۔ ان عناصر میں سے ہر عنصر کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ ان میں سے ہر عنصر صنف ادب کے بدلنے کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ بعض اصناف میں ایک عنصر زیادہ پایا جاتا ہے اور دوسری اصناف میں دوسرا عنصر۔ ان عناصر کی رفعت اور قوت ہی صنف ادب کا مقام اور مرتبہ طے کرتی ہے۔

5.11 نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔ عناصر ادب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۲۔ جذبے کی سچائی اور قوت کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ ادبی تحریر میں معنی کی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔

۴۔ اسلوب کی لغوی تعریف تحریر کیجیے۔

۵۔ اسلوب کی اصطلاحی تعریف تحریر کیجیے۔

۶۔ خیال کی تعریف کرتے ہوئے اس کی مثالیں تحریر کیجیے۔

۷۔ اسلوب کی کتنی قسمیں ہیں؟ تحریر کیجیے۔

5.12 فرہنگ

الخلود	پائیداری، بقا
خاضع	تابع، پابند
شیخوخة	بڑھاپا
الرثاء	مرثیہ
اعزی	میں تعزیت کرتی ہوں
عطشان	پیاسا
رضوی	ایک پہاڑ کا نام
صعقات	بجلیاں/بجلی کی کڑک
کبد	کلیجہ
واجفة	لرزنا/کانپنا
التنوع	اختلاف
السمو	بلندی
الریاح	ہوائیں
ابنعت	پک جانا
عرض	عزت، آبرو
الکرام	شرفا

5.13 مطالعے کے لیے معاون کتابیں

۱.	النقد الادبی	احمد امین
۲.	عیار الشعر	ابن طبا طبا العلوی
۳.	أسس النقد الأدبی عند العرب	احمد بدوی
۴.	أصول النقد الادبی	احمد الشایب
۵.	البیان والتبین	الجاحظ
۶.	مقدمة فی النقد الادبی	حسن عبد الله
۷.	فی نظریة الادب	عزیز الماضی شکری
۸.	النقدی الأدبی	محمد غیمی هلال
۹.	التصویر الفنی فی القرآن	سید محمد قطب
۱۰.	النقد الأدبی أصوله و مناهجه	سید محمد قطب
۱۱.	دیوان الخنساء	الخنساء
۱۲.	نقد ادب	عبدا لحسین زرین کوب